۵۴ ہتھیار اِدھر لگا چکے آقائے خاص و عام   تیّار اُدھر ہُوا علمِ سیّدِ انام
کھولے سروں کو گرد تھیں سیدانیاں تمام   روتی تھی تھامے چوبِ علم خواہرِ امام

تیغیں کمر میں، دوش پہ شملے پڑے ہوئے
زینبؑ کے لال زیرِ علم آکھڑے ہوئے

۵۵ گردانے دامنوں کو قبا کے وہ گل عذار   مرفق تک آستینوں کو الٹے بصد وقار
جعفرؑ کا رعب، دبدبۂ شیرِ کردگار   بوٹے سے ان کے قد پہ نمودار و نامدار

آنکھیں ملیں علم کے پھریرے کو چوم کے
رایت کے گرد پھرنے لگے جھوم جھوم کے

۵۶ گہ ماں کو دیکھتے تھے گہ جانبِ علم   نعرہ کبھی یہ تھا کہ نثارِ شہِ اُمم
کرتے تھے دونوں بھائی کبھی مشورے بہم   آہستہ پوچھتے کبھی ماں سے وہ ذی حشم

کیا قصد ہے علیؑ ولی کے نشان کا
امّاں کسے ملے گا علم نانا جان کا

۵۷ کچھ مشورہ کریں جو شہنشاہِ خوش خصال   ہم بھی محقّ ہیں آپ کو اس کا رہے خیال
پاسِ ادب سے عرض کی ہم کو نہیں مجال   اس کا بھی خوف ہے کہ نہ ہو آپ کو ملال

آقا کے ہم غلام ہیں اور جاں نثار ہیں
عزّت طلب ہیں، نام کے اُمّیدوار ہیں

۵۸ بے مثل تھے رسولؐ کے لشکر کے سب جواں   لیکن ہمارے جد کو نبیؐ نے دیا نشاں
خیبر میں دیکھتا رہا منہ، لشکرِ گراں   پایا علم علیؑ نے مگر وقتِ امتحاں

طاقت میں کچھ کمی نہیں گو بھوکے پیاسے ہیں
پوتے انھیں کے ہم ہیں اُنھیں کے نواسے ہیں

۵۹ زینب نے تب کہا تمھیں اس سے کیا ہے کام   کیا دخل مجھ کو، مالک و مختار ہیں امام
دیکھو، نہ کیجیو بے ادبانہ کوئی کلام   بگڑوں گی میں جو لوگے علم کا زباں سے نام

لو جاؤ بس کھڑے ہو الگ ہاتھ جوڑ کے
کیوں آئے ہو یہاں علی اکبرؑ کو چھوڑ کے

سرکو، ہٹو، بڑھو، نہ کھڑے ہو علم کے پاس ۶۰ ایسا نہ ہو کہ دیکھ لیں، شاہِ فلک اساس
کھوتے ہو اور آئے ہوئے تم مِرے حواس بس قابلِ قبول نہیں ہے یہ التماس
رونے لگو گے تم جو بُرا یا بھلا کہوں
اس ضد کو بچپنے کے سوا اور کیا کہوں
عمریں قلیل[۶۵] اور ہوس منصبِ جلیل ۶۱ اچھا انکا وقد کے بھی بڑھنے کی کچھ سبیل[۶۶]
ماں صدقے جائے گرچہ یہ ہمّت کی ہے دلیل ہاں اپنے ہم سنوں میں تمھارا نہیں عدیل[۶۷]
لازم ہے سوچے غور کرے پیش وپس کرے
جو ہو سکے نہ، کیوں بشر اُس کی ہوس کرے
ان ننھے ننھے ہاتھوں سے اُٹھے گا یہ علم ۶۲ چھوٹے قدوں میں سب سے، سنوں میں سبھوں سے کم
نکلیں تنوں سے سبطِ نبیؐ کے قدم پہ دم عہدہ یہی ہے بس یہی منصب یہی حشم
رخصت طلب اگر ہو تو یہ میرا کام ہے
ماں صدقے جائے آج تو مرنے میں نام ہے
پھر تم کو کیا بزرگ تھے گر فخرِ روزگار ۶۳ زیبا نہیں ہے وصفِ[۶۸] اضافی پہ افتخار
جوہر وہ ہیں جو تیغ کرے آپ آشکار دکھلا دو آج حیدر و جعفر کی کارزار
تم کیوں کہو کہ لال خدا کے ولی کے ہیں
فوجیں پکاریں خود کہ نواسے علیؑ کے ہیں
کیا کچھ علم سے جعفرِ طیارؑ کا تھا نام ۶۴ یہ بھی تھی اک عطائے رسولِ فلک مقام
بگڑی لڑائیوں میں بن آئے اُنھیں سے کام جب کھینچتے تھے تیغ تو ہلتا تھا روم و شام
بے جاں ہوئے، تو نخلِ وغا نے ثمر دیے
ہاتھوں کے بدلے حق نے جواہر کے پر دیے
لشکر نے تین روز ہزیمت[۶۹] اٹھائی جب ۶۵ بخشا علم رسولِ خدا نے علیؑ کو تب
مرحب کو قتل کرکے بڑھا جب وہ شیرِ رب دربند کرکے قلعہ کا بھاگی سپاہ سب
اُکھڑا وہ یوں، گراں تھا جو دَر سنگِ سخت سے
جس طرح توڑ لے کوئی پتّا درخت سے

نرغے میں تین دن سے ہے مشکل کشا کا لال ٦٦ امّاں کا باغ ہوتا ہے جنگل میں پائمال
پوچھا نہ یہ کہ کھولے ہیں کیوں تم نے سر کے بال میں لُٹ رہی ہوں اور تمھیں منصب کا ہے خیال
غم خوار تم مرے ہو نہ عاشق امام کے
معلوم ہوگیا مجھے طالب ہو نام کے

ہاتھوں کو جوڑ جوڑ کے بولے وہ لالہ فام ٦٧ غصّے کو آپ تھام لیں اے خواہرِ امام
واللہ کیا مجال، جواب لیں علم کا نام کُھل جائے گا لڑیں گے جو یہ باوفا غلام
فوجیں بھگا کے گنجِ شہیداں میں سوئیں گے
تب قدر ہوگی آپ کو جب ہم نہ ہوئیں گے

یہ کہہ کے بس ہٹے جو سعادت نشاں پسر ٦٨ چھاتی بھر آئی ماں نے کہا تھام کر جگر
دیتے ہو اپنے مرنے کی پیارو مجھے خبر ٹھہرو ذرا بلائیں تو لے لے یہ نوحہ گر
کیا صدقے جاؤں ماں کی نصیحت بُری لگی
بچّو یہ کیا کہا کہ جگر پر چُھری لگی

زینبؑ کے پاس آکے یہ بولے شہؑ زمن ٦٩ کیوں تم نے دونوں بیٹوں کی باتیں سُنیں بہن
شیروں کے شیر، عاقل و جرار و صف شکن زینبؑ وحیدِ عصر ہیں دونوں یہ گل بدن
یوں دیکھنے کو سب میں بزرگوں کے طور ہیں
تیور ہی ان کے اور ارادے ہی اور ہیں

نو دس برس کے سن یہ جرأت یہ ولولے ٧٠ بچّے کسی نے دیکھے ہیں ایسے بھی من چلے
اقبال کیونکر ان کے نہ قدموں سے مُنھ مَلے کس گود میں بڑے ہوئے کس دودھ سے پلے
بے شک یہ ورثہ دارِ جنابِ امیرؑ ہیں
پر کیا کہوں کہ دونوں کی عمریں صغیر ہیں

اب تم جسے کہو اسے دیں فوج کا علم ٧١ کی عرض جو صلاح شہؑ آسماں حشم
فرمایا جب سے اُٹھ گئیں زہرائے باکرم اُس دن سے تم کو ماں کی جگہ جانتے ہیں ہم
مالک ہو تم بزرگ کوئی ہو کہ خُرد ہو
جس کو کہو اسی کو یہ عہدہ سپرد ہو

بولیں بہن کہ آپ بھی تو لیں کسی کا نام ۲ ہے کس طرف توجہ سردار خاص و عام
گر مجھ سے پوچھتے ہیں شہ آسماں مقام قرآں کے بعد ہے تو ہے بس آپ کا کلام
شوکت میں، قد میں، شان میں، ہم سر کوئی نہیں
عباسؑ نام دار سے بہتر کوئی نہیں

عاشق، غلام، خادمِ دیرینہ، جاں نثار ۳ فرزند، بھائی، زینتِ پہلو، وفا شعار
جرار، یادگارِ پدر، فخرِ روزگار راحت رساں، مطیع، نمودار، نام دار
صفدر ہے، شیر دل ہے، بہادر ہے، نیک ہے
بے مثل سیکڑوں میں، ہزاروں میں ایک ہے

آنکھوں میں اشک بھر کے یہ بولے شہِ زمن ۴ ہاں تھی یہی علیؑ کی وصیت بھی اے بہن
اچھا بلائیں آپ کدھر ہے وہ صف شکن اکبرؑ چچا کے پاس گئے سن کے یہ سخن
کی عرض انتظار ہے شاہِ غیور کو
چلیے پھوپھی نے یاد کیا ہے حضور کو

عباسؑ آئے ہاتھوں کو جوڑے حضورِ شاہ ۵ جاؤ بہن کے پاس یہ بولا وہ دیں پناہ
زینبؑ وہیں علم لیے آئیں بہ عزّ و جاہ بولے نشاں کو لے کے شہِ عرش بارگاہ
ان کی خوشی وہ ہے جو رضا پنجتن کی ہے
لو بھائی لو علم یہ عنایت بہن کی ہے

رکھ کر علم پہ ہاتھ جھکا وہ فلک وقار ۶ ہمشیر کے قدم پہ ملا منہ بہ افتخار
زینبؑ بلائیں لے کے یہ بولیں کہ میں نثار عباسؑ فاطمہؑ کی کمائی سے ہوشیار
ہو جائے آج صلح کی صورت تو کل چلو
ان آفتوں سے بھائی کو لے کر نکل چلو

کی عرض میرے جسم پہ جب وقت تک ہے سر ۷ ممکن نہیں ہے یہ کہ بڑھے فوج بد گہر
تیغیں کھنچیں جو لاکھ تو سینہ کروں سپر دیکھیں اٹھا کے آنکھ یہ کیا تاب کیا جگر
ساونت ہیں پسر اسدِ ذوالجلال کے
گر شیر ہو تو پھینک دیں آنکھیں نکال کے